صوبائی اسمبلی سندھ میں شعری اظہار ــــ تحقیقی جائزہ

سمیرا اکبر

Sumera Akbar

Lecturer, Department of Urdu,

Govt. College University, Faisalabad.

ڈاکٹر محمد ارشد اویسی

Dr. Muhammad Arshad Ovaisi

Head, Department of Urdu,

Lahore Garrison University, Lahore.

Abstract:

Provincial Assembly Sindh has been established after the 1937 elections. The building of the Provincial Assembly Sindh was built on 11 March 1940. The Historical significance of Provincial Assembly Sindh building is that the Quaid-i-Azam Muhammad Ali Jinnah has Oath as First Governor General of Pakistan here. Provincial Assembly Sindh's debates are valuable asset. Its profound study reveals the new dimensions of knowledge and literature. Poetry is one of the distinctive genres of the literature. Honorable Assembly members have used various Urdu poetry verses in order to make their speech effective, argumentative, eloquent and figurative. This poetry depicts their intellectual, meditative and emotional skills and also creates the awareness of worldly affair. This research article is an chronological study of the Urdu poetry used in Provincial Assembly Sindh's debates since 1972 to

1986.

گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ ١٩٣٥ء کے سیکشن ٤٠ (٣) کے تحت سندھ کو بمبئی سے الگ صوبے کی حیثیت ملی۔صوبائی اسمبلی سندھ کا قیام ١٩٣٧ء کے انتخابات کے نتیجے میں عمل میں آیا۔(١)اس اسمبلی کا پہلا اجلاس ٢٧/اپریل ١٩٣٧ء کو سندھ چیف کورٹ (موجودہ سندھ ہائی کورٹ) کے اسمبلی ہال میں ہوا۔اس قانون ساز اسمبلی کے ممبران کی تعداد ٦٢ تھی جس میں ٣٥ مسلمان، ١٩ ہندو، ٣ پارسی، ٣ یورپین، اور دو خواتین (ایک مسلمان، ایک ہندو) شامل تھیں۔اس اجلاس کی صدارت دیوان بہادر ہیرا نند کھیم سنگھ نے کی۔(٢)

٢٨/اپریل ١٩٣٧ء کو سندھ قانون ساز اسمبلی کے پہلے سپیکر کے تقرر کے لیے انتخابات ہوئے۔سپیکر کے لیے ہونے والے انتخابات میں تین امیدواران، مہر الٰہی بخش، دیوان بھوج سنگھ اور شیخ عبدالمجید مدمقابل آئے۔تاہم دیوان بھوج سنگھ ٤٠ ووٹ حاصل کر کے صوبائی اسمبلی سندھ کے پہلے سپیکر منتخب ہوئے۔(٣)صوبائی اسمبلی سندھ کی موجودہ عمارت کی تعمیر ١١/مارچ ١٩٤٠ء کو ہوئی۔لیکن سرکاری طور پر اس کا باقاعدہ افتتاح ٤/مارچ ١٩٤٢ء کو ہوا۔٢/اپریل ١٩٤٢ء کو اس عمارت میں پہلا اجلاس ہوا۔ صوبائی اسمبلی سندھ کی ویب سائیٹ کے مطابق:

> "The foundation stone of the building was laid by Sir Lancelot Graham, the Governor of Sindh, on 11 March 1940. The construction of the building - declared open by Sir Hugh Dow, the Governor of Sindh, on 4 March 1942 - was completed within a span of two years."**(4)**

یہ دو منزلہ عمارت ہے جس میں وزیراعلیٰ، سپیکر، ڈپٹی سپیکر، وزراء، قائد حزبِ اختلاف کے دفاتر، صوبہ سندھ کا شعبہ قانون، اور لائبریری ہے۔سندھ اسمبلی کی عمارت تاریخی لحاظ سے اس لیے بھی اہم ہے کہ قائداعظم محمد علی جناح نے اسی ایوان میں پاکستان کے پہلے گورنر جنرل کی حیثیت سے حلف اٹھایا۔علاوہ ازیں پاکستان کے پہلے وزیراعظم خان لیاقت علی خان نے بھی اسی اسمبلی کے ایوان کی نشست سے کھڑے ہو کر خطاب کیا، جو ابِ قائد ایوان کے لیے مخصوص ہے۔یہ پاکستان کی پہلی قانون ساز اسمبلی ہے، جس میں پاکستان کا پہلا آئین منظور ہوا۔اس عمارت کی تعمیر سے قبل سندھ کی قانون ساز اسمبلی کے اجلاس موجودہ عمارت کے علاوہ بھی دیگر مقامات پر منعقد ہوتے رہے۔ان عمارتوں میں سندھ ہائی کورٹ کی عمارت، پیر الٰہی بخش بلڈنگ اور این جے وی ہائی سکول کی عمارت، جو اولڈ سندھ کے نام سے معروف ہوئی، شامل ہیں۔سندھ اسمبلی کا ایک اجلاس دربار ہال، حیدر آباد میں بھی منعقد ہوا۔(٥)

۳/مارچ ۱۹۴۳ء کو صوبائی اسمبلی سندھ کی اسی عمارت میں، سندھ کے رہنما جی ایم سید نے قراردادِ پاکستان پیش کی۔ اس قرارداد پر اسمبلی کے رکن نچل داس وزیرانی نے پوائنٹ آف آرڈر پر اس کے بعض تکنیکی پہلوؤں پر اعتراض کیا۔ جی ایم سید نے جغرافیائی صورتحال واضح کرتے ہوئے اپنی تقریر کا رُخ قومیت، مذہب اور نظریاتی تحفظات کی طرف موڑ دیا اور مسلمانوں کے خیالات کی اصل ترجمانی کرتے ہوئے قیامِ پاکستان کے لیے ٹھوس دلائل پیش کیے۔(٦) اس پر جناب نچل داس وزیرانی نے کہا:

> "Mr. NIHCHALDAS C. VAZIRANI: Sir, with due respect, in view of the ruling of the Chair that the Hindus have no interest in the resolution and that it is only the wishes and sentiments of the Mussalmans of Sind that are to be conveyed through it, we the Hindus sitting on these benches leave the House."(7)

اس موقع پر اسمبلی کے کچھ ہندو اراکین دیامل، دولت رام، گھانچومل تارا چند، رتن سنگھ سوڈھو، مکھی گوبندرام، پرتاب رائے، گیسوکھ داس اور راؤ بہادر ہرچند بیرانند نے نچل داس وزیرانی کی قیادت میں اسمبلی سے بائیکاٹ کیا۔ ۲۴ اراکین اسمبلی اس قرارداد کے حق میں تھے تاہم ۳ اراکین اسمبلی نے اس قرارداد کی مخالفت کی اس طرح سے یہ قرارداد منظور کر لی گئی۔(۸)

قیامِ پاکستان کے بعد سندھ اسمبلی کے اجلاس منعقدہ ۱۶/اگست ۱۹۴۷ء میں پہلی مرتبہ اسمبلی کے ۲۴ ارکان نے ایوان سے بائیکاٹ کیا۔ ظہور الحسن بھوپالی پہلے رکن تھے جنھیں ایوان سے باہر جانے کا حکم دیا گیا۔(۹)

موجودہ سندھ اسمبلی ستمبر ۲۰۰۸ء میں انتخابات کے نتیجے میں وجود میں آئی۔ صوبائی اسمبلی سندھ کے موجودہ سپیکر جناب نثار احمد کھوڑو، اور ڈپٹی سپیکر مسز سیدہ شہلہ رضا ہیں۔ موجودہ دورِ حکومت میں سندھ اسمبلی کے ممبران کی تعداد ایک سو تیس (۱۳۰) ہے۔(۱۰)

مباحث صوبائی اسمبلی سندھ ایک بیش قیمت خزانہ سے کم نہیں۔ جیسے جیسے ورق گردانی کرتے جائیں، نئے نئے موضوعات وا ہوتے جائیں گے۔ انھی میں سے ایک پہلو ادبیات کی ممتاز صنف شاعری ہے۔ معزز اراکین اسمبلی نے کئی مقامات پر اپنی بات کو موثر اور مدلّل کرنے اور اپنی تقاریر میں حسنِ بیان اور جوش پیدا کرنے کے لیے اُردو اشعار کا سہارا لیا۔

ان اشعار سے نہ صرف معزز اراکین اسمبلی کی علمی و فکری سطح اور جذباتی کیفیات کا پتہ چلتا ہے بلکہ اس زمانے کے معاملات، مسائل و حالات سے بھی آگاہی ہوتی ہے۔ ذیل میں ۱۹۷۲ء سے

١٩٨٦ء تک صوبائی اسمبلی سندھ کے مباحث میں استعمال ہونے والے اُردو اشعار کا زمانی ترتیب سے تحقیقی جائزہ لیا گیا ہے۔

٦/ جولائی ١٩٧٢ء

آغا صدرالدین نے قرارداد[١١] نمبر٦٠ پیش کی، جو کچھ یوں تھی:

"This Assembly recommends to the Government of Sind, that the West Pakistan Goats (Restriction) ordinance 1959 be repleaced immediately the public interest"(12)

انہوں نے مزید کہا کہ ون یونٹ کی حکومت نے کسی خاص علاقے (اسلام آباد) کو فائدہ پہنچانے کے لیے یہ قانون نافذ کیا ہے۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ بکریاں ہمارے لیے خطرناک بالکل نہیں ہیں یہ تو ہمارے لیے خوراک اور دودھ فراہم کرتی ہیں، اسی قرارداد پر بات کرتے ہوئے جناب عبدالوحید کٹپر نے کہا میں اس قرارداد کی تائید کرتا ہوں، اور اسلام آباد کے بارے میں معزز ممبر نے جو بات کی ہے اسے میں ایک شعر میں پیش کرتا ہوں:

ویرانوں میں شہر بسا کر شہروں کو ویران کیا
ارے شہر اسلام آباد بنا کر ہم پر کیا احسان کیا (١٣)

٧/ جولائی ١٩٧٢ء

٧/ جولائی ١٩٧٢ء کا دن سندھ اسمبلی میں تاریخ میں لسانی حوالے سے بہت اہم ہے۔ اس دن سندھ اسمبلی میں ''سندھی زبان کی تدریس، فروغ اور استعمال'' کے بل کو منظور کیا گیا۔ وزیر قانون سید قائم علی شاہ نے لینگویج بل متعارف کرایا اور وزیراعلیٰ جناب ممتاز علی بھٹو نے اس بل کی اہمیت وافادیت پر مفصّل تقریر کی۔ اس بل کو اراکین کی طرف سے بہت پذیرائی (سندھی سپیکنگ اراکین) بھی ملی اور بہت مخالفت بھی (حزب اختلاف کی جانب سے)۔ وزیر خزانہ جناب کمال ظفر نے اس بل پر بات کرتے ہوئے کہا کہ اُردو ہماری قومی زبان ہے اور سندھ ہمارا صوبہ۔ نہ تو ہم سندھ کے ساتھ غداری کریں گے نہ اپنی مادری زبان کے ساتھ۔ انہوں نے مزید کہا کہ ١٩٥٩ء میں جناب مظفر حسین شاہ نے کراچی کو صوبہ سندھ سے الگ کرنے کی تحریک چلائی تھی میں نے اس وقت بھی اس کی مخالفت کی تھی آج بھی کرتا ہوں۔ نواب مظفر حسین خان نے بات کاٹتے ہوئے کہا کہ میں نے کبھی کراچی کو صوبے سے الگ کرنے کی مہم نہیں چلائی۔ میں سندھ کو متحد رکھنا چاہتا ہوں، اس پر وزیر خزانہ نے کہا:

بات کرنی کبھی مشکل مجھے ایسی تو نہ تھی
جیسی اب ہے تیری محفل کبھی ایسی تو نہ تھی (١٤)

شعر کے بعد کمال ظفر صاحب نے کہا اگر آپ نے ایسی بات نہیں کی تو اچھی بات ہے اور مجھے غلط فہمی ہوئی۔

جناب محمد عثمان کینڈی نے لسانی بل پر گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ حزبِ اختلاف کی جانب سے کسی ممبر نے بھی آج تک یہ نہیں کہا کہ سندھ کی واحد سرکاری زبان اُردو ہو۔ جب بھی ہم نے کہا تو یہی کہا کہ سرکاری زبان سندھی اور اردو دونوں ہوں ۔ پھر بھی ہمیں موردِ الزام ٹھہرایا جاتا ہے ۔زبان کے جھگڑے پر ہمیں مستقبل میں پچھتانا پڑے گا۔ یہاں پر پہلے سے ظلم وستم ہو رہا ہے۔ پبلک سروس کمیشن میں نئے سندھیوں کی کوئی نمائندگی نہیں ہے۔ جب بھی مقابلے کا کوئی امتحان ہوتا ہے اس کے لیے انٹرویو ہوتا ہے تو انٹرویو میں سب یہ پوچھا جاتا ہے کہ آپ کے والد، دادا کہاں پیدا ہوئے؟ یہ پوچھنے کی کیا ضرورت ہے؟ اس پر کمال اظفر صاحب نے کہا کہ ایسا نہیں ہوتا۔ جناب عثمان کینڈی صاحب نے کہا کہ ایسا ہوتا ہے واضح الفاظ میں پوچھا جاتا ہے کہ آپ کے والد صاحب کہاں پیدا ہوئے۔ بعدازاں انہوں نے غالب کا شعر تحریف کے ساتھ پڑھا:

یہ مسائل تصوف ، یہ تیرا بیان ''اظفر''
تجھے ہم ولی سمجھتے جو نہ بادہ خوار ہوتا (۱۵)

اس پر اسمبلی ہال میں ایک قہقہہ بلند ہوا۔

ممتاز علی بھٹو نے اردو کے تحفظ کے بارے میں بات کرتے ہوئے کہا کہ پاکستان کا آئین پیپلز پارٹی کے دورِ حکومت میں بنایا گیا اور اسی آئین میں اردو کو پاکستان کی قومی زبان بنا کر تحفظ دے دیا گیا ہے۔ دوسرے یہ کہ صدر پاکستان جناب ذوالفقار علی بھٹو نے بہت سے مواقع پر کہا ہے کہ سندھی کے استعمال سے اردو زبان کو کوئی خطرہ نہیں ہوگا۔ یہ صدر صاحب کا وعدہ ہے۔ ہم نے اپوزیشن ممبران سے بھی بل ڈسکس کیا ہے انہیں یقین دلایا کہ ہم ان کے ساتھ دھوکہ دہی ہرگز نہیں کریں گے۔ اتنی ضمانتوں کے باوجود اگر اس بل پر اعتراض کیا جا رہا ہے تو بقول اقبال:

پھر بھی ہم پر یہ گلہ ہے کہ وفادار نہیں
اگر ہم وفا دار نہیں ، تو بھی تو دلدار نہیں (۱۶)

۶/اپریل ۱۹۸۵ء

جناب حسیب ہاشمی نے سر عبداللہ ہارون کو سپیکر اور قاضی اختر علی کو ڈپٹی سپیکر منتخب ہونے پر مبارکباد دینے کا آغاز اس شعر سے کیا:

نظر آیا چمن میں آج حسرت خیز نظارا
ادھر بلبل کا دم ٹوٹا ادھر فصلِ بہار آئی (۱۷)

جناب حسیب ہاشمی نے سپیکر اور ڈپٹی سپیکر کو مبارکباد دیتے ہوئے مزید کہا کہ ہم نے صوبائی خوشحالی اور بھلائی، پاکستان کے استحکام اور نظریہ پاکستان کی حفاظت کے لیے آپ کا انتخاب کیا ہے، ہم آپ کا احترام کرتے ہیں۔ لسانیت، علاقائیت اور صوبائی جذبات سے بالاتر ہو کر آپ کے کارنامے ہمارے پیش نظر رہیں گے اور ہم سب مل کر وادی مہران کو اور تابناک بنانے کی کوشش کریں۔ جب تک ہم دیکھیں گے کہ ہمارے عزائم کے ساتھ آپ کی محبتیں بھی شامل ہیں تو ہم کہیں گے کہ:

چلو حیات لے کے، چلو کائنات لے کے
اور چلو سارے زمانے کو ساتھ لے کے چلو (۱۸)

۱۷/دسمبر ۱۹۸۵ء

پورے سندھ خصوصاً کراچی میں ٹریفک حادثات کے حوالے سے ڈاکٹر محمد اطہر قریشی نے ایک بل move کیا، یہ بل چونکہ نماز کے وقفے کے بعد پیش کیا گیا اس لیے کورم[۱۹] پورا نہ ہو سکا۔ اس پر سینئر وزیر نے کہا کہ ڈاکٹر صاحب آپ نے ایسا بل پیش کیا ہے کہ ہلا کے رکھ دیا ہے۔ اس کے جواب میں ڈاکٹر صاحب نے میر تقی میر کا یہ شعر پڑھا:

ابتدائے عشق ہے روتا ہے کیا
آگے آگے دیکھیے ہوتا ہے کیا (۲۰)

۱۹/دسمبر ۱۹۸۵ء

جناب مظفر حسین شاہ نے Sindh Finance Act 1985 میں ترمیمی بل لانے کا مقصد بیان کرتے ہوئے کہا کہ اس ترمیم کے ذریعے حکومت نے مڈل کلاس طبقے اور وہ طبقے جن پر بوجھ ہے، اس بوجھ کو کم کرنے کی کوشش کی ہے۔ یہ عام بھلائی کا مسئلہ ہے اس لیے اپوزیشن کو مخالفت برائے مخالفت کے قانون پر عمل پیرا ہوتے ہوئے اس بل کو oppose نہیں کرنا چاہیے۔ اس حکومتی بل پر ڈاکٹر محمد اطہر قریشی نے یہ غالب کا یہ مصرع پڑھا:

ہائے اس زود پشیماں کا پشیماں ہونا (۲۱)

۳۱ مارچ ۱۹۸۶ء

یہ اجلاس صبح ۱۰:۴۰ منٹ پر ڈپٹی سپیکر جناب اختر علی قاضی کی زیر صدارت منعقد ہوا، تلاوت اور ترجمے (اُردو، سندھی) کے بعد ڈپٹی سپیکر نے جناب گورنر کا آرڈر پڑھ کر سنایا۔ جو کچھ یوں تھا:

"In pursuance of the provision of rule 6 of the rule of procedure of the Provincial Assembly of Sindh, Lt,Gen.Jehandad Khan(Rtd), Governal of Sind nominate Mr.Munawar Khan Member Provincial

Assembly as the Chairman to preside over the sitting of the Provincial Assembly of Sindh at which the motion for the removel of Speaker and Deputy speaker comes up for the consideration"(22)

اسی تحریک پر بات کرتے ہوئے جناب کے اے ایس مجاہد خان بلوچ نے کہا کہ ہمیں یہ تحریک پیش کرتے ہوئے بڑا دکھ اور افسوس ہے۔ ہم نے سپیکر کو اعتماد دیا لیکن انہوں نے شروع سے جانبداری اختیار کی۔ اس ہاؤس کے ممبران گواہ ہوں گے کہ جب میں بات کرنے کے لیے کھڑا ہوا ہوں انہوں نے ہمیشہ مجھے بٹھا دیا، بقول شاعر:

تیری انجمن میں ظالم عجب انجام دیکھا
کہیں پر پھولوں کی بارش، کہیں قتل عام دیکھا (۲۳)

جناب عبدالباری جیلانی نے اسی تحریک پر اظہارِ خیال کرتے ہوئے کہا:

''ہم نے نہایت جوش وخروش کے ساتھ، انتہائی محبت وخلوص کے ساتھ، موصوف کو اس ہاؤس کی سب سے بڑی عزت دی اور متفقہ طور پر انہیں اپنا سپیکر تسلیم کیا لیکن یہاں ایک شعر بالکل صادق آتا ہے:

دل ایسی چیز کو ٹھکرا دیا نخوت پرستی نے
بہت مجبور ہو کر ہم نے آئینہ وفا بدلا'' (۲۴)

جناب سپیکر کی removal کی تحریک (۲۵) پر بات کرتے ہوئے جناب ظفر علی راجپوت نے پوائنٹ آف آرڈر (۲۶) پر کہا کہ آج کا اجلاس غیر قانونی ہے، بعد ازاں انہوں نے کہا کہ اکثریت کے بل بوتے پر قطعی طور پر یہ مناسب نہیں کہ سپیکر پر عدم اعتماد کیا جائے۔ اس پر وزیر اوقاف وحج جناب الحاج شمیم احمد نے کہا کہ میں ظفر صاحب سے اتنا عرض کروں گا کہ:

شوقِ سفر میں گرد نہ اتنی اڑا کہ پھر
منزل پر جا کر سانس بھی لینا محال ہو (۲۷)

اس شعر پر داد دیتے ہوئے اراکین اسمبلی نے ڈیسکیں بجائیں۔

جناب ظفر علی راجپوت نے جناب اسپیکر کے Removal کی تحریک کی مخالفت کرتے ہوئے مزید کہا کہ ماضی میں سپیکر صاحب اور ان کی خدمات کو سراہا گیا تھا۔ یہاں تک کے ایوان میں معزز رکن نے تو نعوذ باللہ یہ بات کہی تھی کہ آپ کی خوبصورتی نبی کریم ﷺ کی خوبصورتی سے مشابہت رکھتی ہے۔ اس پر Objection Objecton کی آوازیں آئیں اور کہا گیا کہ معزز رکن اسمبلی اپنے الفاظ

واپس لیں وزیر محنت، اوقاف، زکوٰۃ وعشر، وزیر صحت، سید احد یوسف اور دیگر ممبران نے اس بات کی شدید مخالفت کی اور جناب ایم کے حسیب ہاشمی نے کہا جناب چیئر مین میں بھی عرض کرنا چاہوں گا:

جو جان مانگو ، تو جان دیں گے
جو مال چاہو ، تو مال دیں گے
مگر یہ مجھ سے کبھی نہ ہو گا
کہ نبیؐ کا جاہ و جلال دیں گے (۲۸)

۲/اپریل ۱۹۸۶ء

جناب عبداللہ حسین ہارون کو سپیکر کے عہدے سے متفقہ طور پر ہٹا دیا گیا۔ تو سابق سپیکر نے سڑکوں پر احتجاج کیا، پوسٹر لگوائے، نعرے لگائے۔ ان کی اس حرکت کے خلاف اسمبلی میں تحریک استحقاق (۲۹) پیش کی گئی۔ اس تحریک پر بات کرتے ہوئے جناب ایم کے حسیب ہاشمی نے کہا:

''اسپیکر صاحب! عوام کو اس بات کا پوری طرح علم ہے کہ وزیر اعلیٰ صاحب یا اسپیکر صاحب کو اراکین سے اعتماد کا ووٹ لینا ہے اور یہ اعتماد کا ووٹ انہیں اسمبلی کے اندر حاصل کرنا ہے، راستے یا روڈ پر حاصل نہیں کرنا ہے اس کا علم عوام کو بھی ہے اور ہر شخص جانتا ہے:

پتہ پتہ بوٹا بوٹا حال ہمارا جانے ہے
جانے نہ جانے گل ہی نہ جانے باغ تو سارا جانے ہے'' (۳۰)

جناب ایم کے حسیب ہاشمی نے سابق سپیکر جناب عبداللہ حسین ہارون کے سڑکوں پر احتجاج کے بارے میں مزید کہا کہ میں یہ سمجھتا ہوں جس بات سے عوام آگاہ ہیں اس بات سے ہارون صاحب کو بھی آگاہ رہنا چاہیے۔ معزز اراکین نے جب انہیں اعتماد کا ووٹ دیا تب ہمارے ساتھ جو انصاف ہونا چاہیے تھا اس کے بدل کچھ یوں ہوا:

جن پتھروں کو ہم نے عطا کی دھڑکنیں
جب بولنے لگے تو ہم ہی پر برس پڑے (۳۱)

عبداللہ حسین ہارون کے مظاہرے کے خلاف تحریک استحقاق پر گفتگو کرتے ہوئے جناب ظہیر اکرم ندیم نے کہا:

''عبداللہ حسین ہارون نے اعتماد کا ووٹ کھو دیا اور اراکین کا ان پر اعتماد نہیں رہا تو اس کا مہذب طریقہ یہ تھا کہ وہ Seat سے اپنے آپ کو withdraw کر لیتے اور ہماری اسمبلی کو سندھ کی سیاست کو بدنام نہ کرتے لیکن بہر حال میں یہی کہوں گا کہ انہوں نے جو بیانات دیئے اور جس طرح کے بیانات ان کے ساتھی دے

رہے ہیں اور ان کا جو طرزِ عمل ہے اس کے لیے میں ایک شعر پر اپنی بات ختم کروں گا:

سوداگر بھی پہنتے ہیں خطیبوں کا لباس
بولتا جل ہے بدنام خرم ہوتی ہے'' (۳۲)

۱۷/ جون ۱۹۸۶ء

جناب ہومیو ہوشنگ بروچہ نے بجٹ پر بحث کے دوران وزیر خزانہ کو مبارکباد دیتے ہوئے کہا کہ انہوں نے ایک غریب اور عوامی بجٹ ایوان میں پیش کیا ہے۔ بجٹ بنانا بہت مشکل کام ہے جبکہ اس پر تنقید کرنا بہت آسان ہے، جب یہ بجٹ پیش کیا گیا، میں نے بھی اس بجٹ پر تنقید کی تھی اور وزیر خزانہ کو غالب کا یہ شعر سنایا تھا:

یہ تیری وجہ اور دوشنام مے فروش
سن کر پی گیا یہ مزہ مفلسی کا تھا (۳۲)

وزیر خزانہ صاحب نے پوچھا کہ آپ کو کیا مفلسی ہے تو میں نے کہا کہ صاحب آپ نے ہماری اقلیت کے لیے کوئی Allocation نہیں دیا اس پر انہوں نے کہا کہ اقلیت کا Allocation فیڈرل گورنمنٹ سے ہوتا ہے۔ یہ صحیح ہے اور میں نے اپنی غلطی کو مان لیا۔ جناب ظہیر اکرم ندیم نے بجٹ پر تقریر کرتے ہوئے کہا:

''محترم اسپیکر صاحب! مارشل لاء کے خاتمے، شہری حقوق کی بحالی اور جمہوری عمل کے جاری وساری ہونے کے بعد یہ پہلا عوامی بجٹ ہے:

کیا نقش ابھی دیکھیے ہوتے ہیں نمایاں
حالات کے چہرے سے ذرا گرد جھڑی ہے (۳۴)

مئیر کراچی نے بجٹ پر بہت تنقید کی، اور بجٹ کے خلاف کئی بیانات دیئے۔ بجٹ بحث کے دوران جناب زہیر اکرم ندیم نے مئیر کراچی کے بیانات کے حوالے سے یہ شعر پڑھا:

کنائے جانتے ہیں آپ کی گھاتیں سمجھتے ہیں
زمانہ ہم نے دیکھا ہے یہ سب باتیں سمجھتے ہیں (۳۵)

مئیر کراچی کے بجٹ کے خلاف بیانات کا جواب دیتے ہوئے جناب زہیر اکرم ندیم نے مزید کہا کہ ان لوگوں کی اپنی کارکردگی کیا ہے؟ ۸ سال حکومت میں رہے انہوں نے صوبے کے لیے کیا اچھے کام کیے اور مئیر کراچی اب بھی کے ایم سی کے چیئرمین ہیں اور شہر کراچی کے لوگ پانی کے لیے ترستے ہیں۔ میں نے اس شہر کی عورتوں اور بچوں کو پانی کے لیے بھٹکتے ہوئے دیکھا ہے، یہ آپکی ذمہ داری ہے۔ آپ نااہل ہو چکے ہیں۔ resign کر دیں ہم سنبھالنے کے لیے تیار بیٹھے ہیں ہم میں اہلیت کی کمی نہیں

ہم جانتے ہیں ہم نے کام کیا ہے۔بقول شاعر:

ہم سے پوچھو گردشِ لیل و نہار
ہم نے دیکھا ہے بکھرنا زلف کا رخسار پر (٣٦)

بجٹ بحث کے دوران، بجٹ پر تنقید کرنے والوں کا جواب دیتے ہوئے جناب زہیر اکرم ندیم نے مزید کہا:

''یہ فلاحی ورفاعی بجٹ ہے اور ہر ایک کو اس میں موقع دیا گیا ہے۔خاص طور پر کچی آبادی کو...١٩٨٦ء کا سال Lease کا سال ہے اور انشاءاللہ تعالی یہ منتخب نمائندے ان کو مالکانہ حقوق دیں گے۔٨ سال میں آپ نے گنتی کے لوگوں کو Lease دی وہ بھی میں کہتا ہوں کے ایم سی لینڈ کنٹرول کمیٹی کا چیئرمین رہا ہوں، Work Committee کا چیئرمین رہا ہوں اس وقت کا ریکارڈ اٹھا کر دیکھ لیجیے۔جو کچھ ہم نے کیا بات وہیں تک پہنچی ہے وہیں پر رکھی ہوئی ہے:

ہر دور راہِ شوق میں محسوس یہ ہوا
پھر آ گئے وہیں پر جہاں سے چلے تھے ہم'' (٣٧)

بجٹ بحث کے دوران اپنی تقریر ختم کرتے ہوئے جناب زہیر اکرم ندیم نے وزیرخزانہ جناب جاوید سلطان جاپان والا کو مبارکباد پیش کی کہ ساڑھے آٹھ سالہ مارشل لاء دور کے بعد ایسا عوامی بجٹ پیش کیا گیا۔اپنی تقریر کا اختتام انہوں نے علامہ اقبال کے اس مصرع پر کیا:

ذرا نم ہو تو یہ مٹی بڑی زرخیز ہے ساقی (٣٨)

٢٦/اکتوبر١٩٨٦ء

مزدوروں کی تنخواہوں میں ٥٠ روپے اضافے کے گورنمنٹ بل پر بات کرتے ہوئے جناب اخلاق احمد نے کہا کہ جناب آپ جو Act لیکر آئے ہیں ہم میں سے کوئی بھی اس کی مخالفت نہیں کرے گا لیکن یہ مزدوروں کو ٹالنے والی بات ہے۔سرکاری ملازمین کے لیے Indexation آیا، لیکن مزدوروں کے لیے Adhoc دیا جا رہا ہے کیوں نہ انہیں بھی Indexation کر دیا جائے۔جیسے Cost of living بڑھتی جائے۔مزدوروں کی بھی اسی حساب سے فائدہ ہوتا جائے لیکن حکومت کا کام مزدوروں کا خون چوسنا اور سرمایہ داروں کو Support کرنا ہے۔شاعر نے کیا خوب کہا ہے:

سمندر سے ملے پیاسے کو
شبنم پر فیاضی نہیں بخیلی ہے (٣٩)

٢/نومبر١٩٨٦ء

امن وامان کے مسئلے پر بات کرتے ہوئے جناب حیدر علی تالپور نے کہا:

''بدقسمتی سے اگر ہم کوئی بھی قدم اٹھاتے ہیں۔ مثلاً اگر ہمیں یہ اطلاعات ملتی ہیں کہ ہوسٹلز میں اسلحہ اور ڈاکو رہتے ہیں اور ہم کوشش کر کے اگر پولیس یا دیگر قانون نافذ کرنے والی agencies کو وہاں پر تعینات کرتے ہیں تو ہمارے اس اقدام کو بہت ہی سنگین قرار دیا جاتا ہے حالانکہ ہم اس بات سے واقف بھی ہیں کہ وہ قدم جو ہم اس ملک کے لیے اٹھاتے ہیں وہ چاہے کتنا ہی unpopular کیوں نہ ہو ہم انشاء اللہ اٹھا کر ہی رہیں گے۔ ان علاقوں میں امن وامان قائم کر کے ہی دم لیں گے وہ کیا کہتے ہیں کہ:

کچھ سوچ کر ہی کھڑے ہیں
موجِ دریا کے حریف
ورنہ ہم بھی جانتے ہیں
عافیت ساحل پر ہے'' (۴۰)

بیگم مقبول احمد نے امن وامان کے مسئلے پر انگریزی زبان میں تقریر دینا چاہی تو وزیر مواصلات میر اعجاز علی تالپور نے کہا کہ بیگم صاحبہ کو یہ تقریر کس نے لکھ کر دی ہے، اردو میں یا سندھی میں بولتی۔ اس پر بیگم مقبول احمد نے یہ شعر پڑھا:

یہ ذہن ایک زخم کی صورت ہے میرے چہرے پر
اس زخم کو بھر دے یا اسے پانی دے (۴۱)

اس شعر کے بعد بیگم صاحبہ نے علامہ اقبال کے شعر کا ایک مصرع پڑھا:

بیگم مقبول احمد: کیا میں بت ہوں کہ خاموش رہوں (۴۲)

امن وامان کے مسئلے پر بات کرتے ہوئے وزیرِاعلیٰ جناب غوث علی شاہ نے کہا کہ حکومت نے کئی ڈاکو مارے ہیں اور کئی کو گرفتار کرنے میں کامیاب ہوگئی ہے۔ انہوں نے مزید کہا کہ جن حالات میں ہم نے Take over کیا ہے، ہم اس بات پر یقین رکھتے ہیں کہ اسمبلی اور سینٹ حکومت کو سنبھالنے کا بہترین Form ہے۔ ۱۹۷۷ء سے ۱۹۸۵ء تک مارشل لاء رہا کسی نے اس طرح بات نہیں کی جس طرح آج جمہوریت کے دور میں اظہار کی آزادی ہے۔ لیکن ان ارادوں کو چلانے کے لیے تعاون کی سخت ضرورت ہے۔ یہاں ابھی پاکستان توڑ دو کے نعرے لگ رہے ہیں اور ابھی بھی Processions جاری ہیں حکومت کیا کر رہی ہے اس کے نتائج آپ جلد دیکھیں گے، کسی نے کیا خوب کہا ہے:

ہم عرض کریں گے تو شکایت ہو گی'' (۴۳)

حواشی وحوالہ جات

۱۔ عوامی دور (۴) سندھ صوبائی اسمبلی افتتاحی اجلاس، کراچی، حکومت سندھ تعلقات عامہ (شعبہ فلمز و مطبوعات)، ۲۔۳ مئی ۱۹۷۲ء، ص:۲۱

۲۔ ایضاً، ص:۲۳

۳۔ ایضاً، ص:۲۵۔۲۴

4. Govt of Sindh,2011."History of Sindh Assembly".Provincial Assembly of Sindh.Available from http//www.pas.gov.pk/ history of Sindh Assembly Building.htm(Accessed on 11 Oct 2011)

۵۔ جاوید نیاز، سندھ اسمبلی کے نشیب و فراز، ص۹۶۷

۶۔ عوامی دور (۴) سندھ صوبائی اسمبلی افتتاحی اجلاس، ص:۴۲

7. Proceedings of the Sind Legislative Assembly – 3rd March 1943, P-10

۸۔ ایضاً، ص:۲۳

۹۔ عوامی دور (۴) سندھ صوبائی اسمبلی افتتاحی اجلاس، ایضاً، ص:۹۶۷۔۹۵۷

10. Govt of Sindh,2011. "introduction of Sindh Assembly".Provincial Assembly of Sindh.Available from http//www.pas.gov.pk/ introduction.htm(Accessed on 11 Oct 2011).

۱۱۔ قواعد انضباطِ کار صوبائی اسمبلی سندھ کے مطابق

102. Subject to the provisions of these rules, any Member may move a resolution relating to a matter of general public interest.

103. (1)A Member may move a resolution after giving three days notice of his intention to do so

(2)A Minister may move a resolution after giving three days notice of his intention to do so

(3)The notice under sub-rule(1)and sub-rule (2)shall be accompanied by a copy of the resolution to be introduced.

۱۲۔ مباحث صوبائی اسمبلی سندھ، ۶/ جولائی ۱۹۷۲ء، ص:۵۳

۱۳۔ ایضاً، ص:۵۹

۱۴۔ مباحث صوبائی اسمبلی سندھ، ۷/ جولائی ۱۹۷۲ء، ص:۵۱

۱۵۔ ایضاً، ص:۶۳

١٦۔ ایضاً،ص:٦٨

١٧۔ مباحث صوبائی اسمبلی سندھ،٢/اپریل ١٩٨٦ء،ص:٤٥

١٨۔ ایضاً،ص:٣٧

١٩۔ 'کورم' اگر کسی نشست کے دوران کسی بھی وقت سپیکر کی توجہ اس حقیقت کی جانب مبذول کرائی جائے کہ ایوان میں کل اراکین کی ایک چوتھائی سے کم تعداد موجود ہے تو سپیکر کارروائی مطلوبہ تعداد میں اراکین کی موجودگی پوری ہونے تک معطل کر دیتا ہے یا پانچ منٹ تک حاضری کے لیے گھنٹیاں بجتی رہنے دیتا ہے۔

٢٠۔ مباحث صوبائی اسمبلی سندھ،١٧/دسمبر ١٩٨٥ء،ص:٦١

٢١۔ مباحث صوبائی اسمبلی سندھ،١٩/دسمبر ١٩٨٥ء،ص:٩٣

٢٢۔ ٣١مارچ ١٩٨٦ء،ص:٢۔١

٢٣۔ مباحث صوبائی اسمبلی سندھ،٣١/مارچ ١٩٨٦ء،ص:٢٣

٢٤۔ ایضاً،ص:٢٤

٢٥۔ اس تحریک کے لیے ووٹنگ میں ٩٣ ووٹ کاسٹ ہوئے۔٨٨ ووٹ تحریک کی تائید میں تھے اور ٢ ووٹ مخالفت میں تھے اور ٣ ووٹ defective تھے تو اس طرح تحریک اعتماد اسپیکر کے خلاف منظور ہوگئی۔

٢٦۔ پوائنٹ آف آرڈر کے تحت ایسا سوال اٹھایا جاتا ہے جو سپیکر کے علم و اختیار میں ہو۔کارروائی سے متعلق پوائنٹ آف آرڈر اسمبلی کے سامنے موقع پر اٹھایا جاتا ہے۔سپیکر اس کے قابل قبول ہونے کا فیصلہ کرتا ہے اور اس پر کسی بحث کی اجازت نہیں دی جاتی خواہ سپیکر اپنا فیصلہ دینے سے قبل متعلقہ رکن کو سنے یا نہ سنے۔

٢٧۔ مباحث صوبائی اسمبلی سندھ،٣١/مارچ ١٩٨٦ء،ص:٢٨

٢٨۔ ایضاً،ص:٢٩

29. Privilage Motion:A Member may, with the consent of the Speaker, raise a question involving a breach of Privilege of a Member of the Assembly or the Committee thereof.

٣٠۔ مباحث صوبائی اسمبلی سندھ،٢/اپریل ١٩٨٦ء،ص:٤٥

٣١۔ ایضاً،ص:٤٥

٣٢۔ ایضاً،ص:٤٨

٣٣۔ مباحث صوبائی اسمبلی سندھ،١٧/جون ١٩٨٦ء،ص:٧٩

٣٤۔ ایضاً،ص:٨١

٣٥۔ مباحث صوبائی اسمبلی سندھ،١٧/جون ١٩٨٦ء،ص:٩٠

٣٦۔ ایضاً،ص:٩٠

۳۷۔ ایضاً،ص:۹۰

۳۸۔ ایضاً،ص:۸۹

۳۹۔ مباحث صوبائی اسمبلی سندھ،۲٦/اکتوبر۱۹۸٦ء،ص:۱۳۹

۴۰۔ مباحث صوبائی اسمبلی سندھ،۲/نومبر۱۹۸٦ء،ص۸۸

۴۱۔ ایضاً،ص۱۱۰

۴۲۔ ایضاً،ص۴۴

۴۳۔ ایضاً،ص۱۸۲

☆......☆......☆